مطبوعات

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ۔ ترجمہ از مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی۔ ناشر: قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔ بڑے سائز کے ۴۰۵ صفحات سے زیادہ ضخامت، خوبصورت مجلد، قیمت صرف ۶۰/- روپے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کا یہ صرف چوتھا حصہ ہے۔ پہلے تین حصے شائع ہو چکے ہیں۔ صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق بعض اطراف سے جو حملے ہوتے رہے ہیں۔ یہ کتاب ان کے جواب میں مرتب ہوئی، مگر انداز منفی نہیں مثبت ہے یعنی خلفائے راشدین میں سے ایک ایک کے مراتب و مناقب اور فضائل و شمائل کی احادیث سے وضاحت ہونے کے ساتھ ساتھ خلافتِ راشدہ کی تاریخ بڑے مؤثر انداز میں بیان ہوئی ہے۔ بلکہ ضمناً سیرت نبوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے کئی پہلو بھی روشن ہو جاتے ہیں۔

یہ کتاب دینی حلقوں کے لیے تو ناگزیر ہے ہی، مناسب ہو کہ اسلام سے کچھ بھی تعلق رکھنے والے نوجوان اسے ضرور پڑھیں۔

سفر نامہ ہند تالیف: مولانا محمد یوسف قریشی۔ ناشر: مؤتمر المؤلفین، جامعہ اشرفیہ پشاور۔ دو سو سے زائد صفحات۔ قیمت: ۱۵/- روپے

دیوبند مشہور دینی درس گاہ اور ایک فکری مرکز کی حیثیت سے معروف ہے۔ اس کے صد سالہ جشن کو مناتے وقت بیرونِ ہند سے کئی شرکا پہنچے، ان میں پاکستان سے جانے والا وفد بھی شامل تھا۔ اسی وفد کی یہ روئیدادِ سفر ہے۔ دیوبند کے علاوہ، سہارنپور، میرٹھ، دہلی، گنگوہ اور آگرہ وغیرہ بھی منازل تھیں۔ کتاب میں موسسین دیوبند و اکابر دیوبند کا تذکرہ۔ مختلف مقامات

کی دینی شخصیتوں کا بیان ہے، اور کچھ متفرق مشاہدات بھی شامل ہیں۔

ص ۱۸ پر بستی دیوبند کی موجودگی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سے بتائی گئی ہے لیکن تاریخی حوالے کا ذکر نہیں۔ ص ۸۱ پر دارالعلوم دیوبند کے اصول ہشت گانہ درج ہیں جو بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ص ۸۳ تا ۸۶ پر دارالعلوم کی صد سالہ خدمات کے جو اعداد و شمار دیئے گئے ہیں، بڑے مفید ہیں۔ مثلاً اس سرچشمہ سے فیض یاب ہو کر ۵۳۶ مشائخ طریقت، ۱۱۶۴ مصنفین، ۱۵۴۰ مناظر، ۴۲۸۸ خطیب و مبلغ، ۵۸۸۸ مدرسین، ۱۷۸۴ مفتی، ۴۸۶ صحافی، ۲۸۸ طبیب، ۴۸۷ فارغین شعبۂ صنعت و حرفت پیدا ہوئے جو کاروبار کے ساتھ ساتھ دینی خدمات انجام دیتے ہیں۔ کتب خانے میں کتابوں کی تعداد ۱۰۹۴۰۲ ہے۔ شعبۂ افتاء سے ۴۳۹۳۵۶ فتوے جاری ہوئے۔ کل آمدنی ۱۰۸۳۱۵۶۶ روپے اور کل خرچ ۱۰۸۴۶۹۴۶ روپے ہوا۔

دلچسپ چیزوں میں سے سہانپور کے ایک ایسے باغ کا ذکر ہے جس کے درختوں اور پودوں کے نیچے اور ارد گرد آگ جلائی جاتی ہے تو وہ شاداب رہتے ہیں، ورنہ ختم۔

گنگوہ میں ایک عجوبہ ایک جعلی پیر کا وجود تھا۔ اور باتیں تو چھوڑیئے۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف علاقوں پر بعض بزرگوں کو مقرر کر رکھا ہے، جیسے بیت المقدس کا اختیار چند ہزار ابدال اور قطبوں کے حوالے ہے۔ مؤلف نے سوال کیا کہ اسرائیلیوں نے جب بیت المقدس پر چڑھائی کی تو کیا ابدال اور قطب سب چھٹی پر تھے۔ بس اسی پر ملاقات ختم کر کے یہ حضرات لوٹ آئے۔

ہندوستانی حکام کی سادگی کا حال ص ۱۵۷ پر یوں لکھا ہے کہ "وزارتِ خارجہ کے ایک بہت بڑے دفتر میں داخل ہوئے تو ہمارے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ اس کا دفتر اتنا سادہ اور مختصر کہ ہمارے پاکستان میں کسی افسر کے پی اے کا بھی نہ ہوگا۔

ص ۸۹ پر یہ سطور ہیں: "ان مسلمانوں کو شکایت یہ ہے کہ پاکستان سے مسلمان عورتیں سیاحت کے لیے ہندوستان آتی ہیں۔ ان میں سے بہت سی عورتیں نیم برہنہ عریاں لباس میں ہوتی ہیں۔ وہ ہندوستان کے بازاروں میں انتہائی بے حیائی کے ساتھ پھرتی ہیں......" پھر وہاں کے

مسلمانوں کو فحش تبصرے سننے پڑتے ہیں اور ان کی گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔

گو کتاب میں جشنِ دیوبند کی چند تقاریر کے خلاصے اور مولانا ابوالحسن ندوی کی پوری تقریر شامل ہے، مگر اس جشن کے موقع پر حالات و واقعات کے انتہائی ناخوشگوار مد و جزر کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں۔ اندرا گاندھی کی شانِ آمد و شرکت کا تذکرہ نہیں اسلاف مدنی صاحب کے کمالات کا بیان نہیں، اس لحاظ سے تذکرہ نامکمل ہے۔

کتابت کی اغلاط بھی ہیں۔ مثلاً "جمع غفیر" بجائے "جم غفیر" (ص ۱۴)، "یہ قابلِ دیدنی تھا" بجائے "دیدنی تھا" یا "قابلِ دید" تھا (ص ۱۷) یا "لکڑ" بجائے "لکڑی" (ص ۹۹) یا "اوڑنا بچھونا" بجائے "اوڑھنا بچھونا" (ص ۱۱۵)

مجموعی طور پر یہ کتاب دینی اور تاریخی معلومات مہیا کرنے کے لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔

(معذرت: کتابیں بہت ہیں اور اظہارِ رائے کے لیے جگہ کم نکل سکی)

(بقیہ مصالح مرسلہ بحیثیت ماخذ فقہ اسلامی)

اسلامی شریعت کے لافانی اور لازوال ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں قیاس و اجتہاد و مصالح مرسلہ کو بنیادی اصولوں کے شانہ بشانہ رکھا گیا ہے، ان اصولوں کے ذریعے شریعت ہمیشہ تر و تازہ ہوتی رہتی ہے اور ان میں عوام کے ان مفادات کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے، جو زمانوں اور قوموں کے اختلاف کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی شریعت نے جزئیات اور انفرادی معاملات و واقعات کی طرف بہت کم توجہ دی ہے کیونکہ ان کے لیے اس نے اجتہاد کا دروازہ کھول رکھا ہے اور مجتہدین کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ شرعی اصولوں اور عوامی بھلائی کے مسائل عدل و انصاف کے اصول پر منطبق کر کے فیصلہ کریں۔ اسی نکتہ میں اس کے زندہ جاوید ہونے کا راز پوشیدہ ہے کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اور اقوام ترقی کرتی جاتی ہیں اسی قدر زمانے کے ساتھ ساتھ اور اقوام کے دوش بدوش اسلامی شریعت بھی رواں دواں ہوتی رہی ہے۔